شیخ، علامہ، محدث، وہ حبیب ذی وقار
جو روایت اور درایت میں تھے عالی مرتبہ

تذکرہ اِک محدّث کا

حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ
سابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کے کچھ نقوش و تاثرات

ازقلم
مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری
فاضل دارالعلوم دیوبند

زیر اہتمام
کاروانِ علم و ادب، ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ

جملہ حقوق محفوظ ہیں!

تفصیلات

نام کتاب: تذکرہ اِک محدث کا

تصنیف: مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری
فاضل دارالعلوم دیوبند

کتابت: (قاری) عثمان غنی عادلؔ جہانا گنج، اعظم گڑھ

صفحات: ۴۰

سن اشاعت: ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ/ اکتوبر ۲۰۲۴ء

تعداد: ۵۰۰

قیمت: ۵۰/روپیے

زیر اہتمام
کاروانِ علم وادب، ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ

رابطہ نمبر: 8090707844

فہرست

نمبرشمار	عناوین	صفحہ نمبر
۱	اپنی بات	۵
۲	مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ	۷
۳	مولانا کے نام سے آشنائی	۷
۴	مولانا کی زیارت وملاقات	۷
۵	استفادہ کا موقع	۸
۶	دورۂ حدیث شریف میں	۸
۷	مولانا کی خصوصیات	۹
۸	رفقائے دورۂ حدیث شریف	۹
۹	اختتام درس پر مولانا کی نصیحتیں	۱۰
۱۰	دہشت گردی مخالف کل ہند کانفرنس	۱۲
۱۱	مولانا کے جمعیۃ سے تعلقات	۱۲
۱۲	ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں مضمون کی اشاعت	۱۳
۱۳	مولانا سے خاص ملاقات	۱۳
۱۴	آخر مضمون شائع ہو گیا	۱۴
۱۵	اکابر دیوبند کی وفات کا الم ناک سلسلہ	۱۵
۱۶	وفات شیخ اولؒ ودیگر اکابر	۱۵
۱۷	وفات شیخ ثانیؒ ودیگر اکابر	۱۶
۱۸	وفات مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ	۱۷

۱۹	مشکلات ومصائب کا سال	۱۸
۲۰	وفات مولانا نور عالم خلیل امینیؒ	۱۹
۲۱	کرونا ولاک ڈاؤن کی مشکلات	۱۹
۲۲	وفات مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ	۲۰
۲۳	مولانا مرحوم کے کچھ سوانحی حالات	۲۱
۲۴	ولادت اور تعلیم	۲۱
۲۵	اساتذۂ کرام	۲۱
۲۶	تدریسی سلسلہ	۲۲
۲۷	دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاذ	۲۲
۲۸	ماہنامہ دارالعلوم کی ذمہ داری وادارت	۲۳
۲۹	مولانا کی تصنیفات وتالیفات	۲۴
۳۰	اصلاحی بیانات	۲۵
۳۱	ایک اور دلچسپ یاد	۲۶
۳۲	ازبکستان کا سفر	۲۶
۳۳	راقم کی ایک تحریر	۲۷
۳۴	سانحۂ وفات اور نمازِ جنازہ	۲۸
۳۵	رفتید و لے نہ ازدلِ ما	۲۹
۳۶	راقم کی تاثراتی نظم	۳۰
۳۷	تاثرات قلبِ حزیں	۳۱
۳۸	تعارف وتبصرہ "تذکرۂ علمائے اعظم گڑھ"	۳۴

اپنی بات

اپنے مخلص و مشفق اساتذۂ کرام کی عقیدت و محبت ایک شاگرد اور طالب علم کے لیے بڑی سعادت مندی ہے۔ ان کا ذکر خیر، ان کے واقعات، ان کی عظیم نصیحتیں اور ان کی حیات کے تابندہ نقوش بھی زندگی کی مشکلات و مسائل کے حل کے لیے بڑی رہنمائی کرتے ہیں۔ ان کی بابرکت مجلسیں، ان کی پُرنور باتیں اور ان کی محبت بھری یادیں بھی حرز جاں ہوا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے اہلِ علم نے اپنے اساتذہ کے مستقل حالات و واقعات کو بھی قلم بند کیا ہے اور ان کی یادوں پر مشتمل اپنی تحریروں کے ذریعہ دل کے چراغوں کو روشن کرنے اور ان سے اپنی عقیدت و محبت کے اظہار کی سعی کی ہے۔

راقم السطور نے بھی دیگر بہت سے اکابر اہلِ علم کے مختصر و مفصل حالات لکھنے کے ساتھ وقتاً فوقتاً اپنے بعض اساتذۂ کرام کے تعلق سے بھی کچھ خامہ فرسائی کی کوشش کی ہے اور اپنی بعض تاثراتی نوعیت کی تحریروں میں ان سے اپنی عقیدت و محبت کا تذکرہ کیا ہے۔ یہ میری خوش نصیبی اور سعادت مندی ہے کہ مجھے اپنے ان بعض جلیل القدر اساتذۂ کرام کی حیات و خدمات پر محبت کے دو لفظ لکھنے کا موقع ملا، جن کی عظمتوں کے آگے ہمارے دل و جان نثار ہوا کرتے ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ اپنے سبھی اساتذۂ کرام کے بھی مختصر حالات اور ان کی یادوں پر مشتمل نقوش بھی سپرد قرطاس کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

پیشِ نظر رسالہ راقم السطور کی قسط وار تحریروں پر مشتمل تاثراتی نوعیت کا ایک مفصل مقالہ ہے، جسے راقم نے حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کی وفات کے بعد موبائل پر لکھا تھا اور اسی وقت اسے

سوشل میڈیا (واٹس ایپ اور فیس بک) پر نشر کرتے ہوئے عام بھی کردیا تھا۔ سات قسطوں پر مشتمل اس مقالہ کو اب نظر ثانی کے بعد کتابی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

کچھ عرصہ قبل راقم السطور کے سلسلہ وار "علمی تحفے" میں حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی تاریخی کتاب "تذکرۂ علمائے اعظم گڑھ" پر راقم نے دو قسطوں میں مفصل تعارف وتبصرہ بھی لکھا تھا، وہ تبصرہ بھی اس رسالہ کے آخر میں شامل کردیا گیا ہے۔

راقم کے ذریعے لکھی گئی دیگر وفیاتی تحریریں بھی ان شاء اللہ جلد ہی "مسافرانِ آخرت" کے نام سے شائع ہونے جارہی ہیں، نیز "علمی تحفے" بھی کتابی شکل میں طبع ہوا چاہتے ہیں۔ احباب ذی وقار سے بھی دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو بھی شرفِ قبولیت سے نوازے، حضرت الاستاذ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی جگدیش پوریؒ اور دیگر تمام اساتذۂ کرام کی مغفرت فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور انھیں اپنی شایانِ شان جزاء وبدلہ عطا فرمائے۔ آمین

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

خادم التدریس کلیۃ البنات جامعہ عربیہ احیاء العلوم مبارک پور

۱۶؍صفر ۱۴۴۶ھ/ ۲۲؍اگست ۲۰۲۴ء جمعرات

حضرت الاستاذ

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی جگدیش پوریؒ

سابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وسابق مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند

(کچھ یادیں اور کچھ باتیں)

مولانا کے نام سے آشنائی

دارالعلوم دیوبند کے ماہنامہ رسالہ کے سرورق پر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی جگدیش پوریؒ کا نام عربی کے ابتدائی زمانۂ طالب علمی سے دیکھا کرتا تھا جب کہ میں جامعہ عربیہ عین الاسلام نوادہ مبارک پور میں عربی درجات کا طالب علم تھا، جامعہ کے دفتر اہتمام اور طلبۂ جامعہ کی مایہ ناز انجمن جمعیۃ البیان میں بہت سارے رسالوں کے شمارے آیا کرتے تھے، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند بھی ان ہی میں سے ایک تھا، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند اس کے مدیر تھے، یہ رسالہ کبھی ماہانہ کبھی دوماہی نکلتا تھا، اور مولانا کی قیمتی تحریریں اور اداریے اس میں شائع ہوتے تھے۔ اب پچھلے چند سالوں سے مولانا محمد سلمان بجنوری صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند اس کے مدیر ہیں۔

مولانا کی زیارت وملاقات

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کی زیارت وملاقات کا باقاعدہ شرف مجھ کو اس وقت نصیب ہوا، جب کہ بندہ ۲۰۰۷ء میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ کے لیے دیوبند کی سرزمین پر

پہونچا، اور عربی ہفتم مطلوب کا داخلہ امتحان دے کر فارغ ہوا تھا کہ ایک روز احقر کے چند معزز رفقائے تبلیغی جماعت غازی آباد سے دیوبند آئے ہوئے تھے، اور ہم سب لوگ دارالعلوم دیوبند کی عظیم الشان جامع رشید میں بعد نماز مغرب بیٹھے ہوئے تھے، اس دوران دیکھا گیا کہ مسجد کے اندرونی حصہ میں ایک کنارے قائد ملت مولانا سید ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علماء ہند اور مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے ہیں، ان دونوں بزرگوں کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، دونوں ہی بزرگ ہمارے لیے محترم اور بارعب شخصیت تھیں، اس لیے سامنے جا کر مصافحہ کی ہمت اب تک نہ ہوئی تھی، لیکن مذکورہ احباب تبلیغی جماعت کو مصافحہ کا شوق تھا اور یکے بعد دیگرے ان میں موجود معمر لوگ ان دونوں بزرگوں سے مصافحہ کرنے لگے، اسی دوران وقت کو غنیمت جانتے ہوئے میں بھی ان ہی مصافحہ کرنے والوں میں شامل ہوگیا، یہ مولانا سے میری بالکل قریب سے پہلی زیارت اور ملاقات تھی۔

استفادہ کا موقع

اس کے بعد الحمد للہ کہ دارالعلوم دیوبند میں داخلہ ہوگیا اور تعلیمی سلسلہ کا بھی آغاز ہوگیا، ہماری درس گاہ ہفتم ثانیہ تھی، مولانا ہفتم ثالثہ میں مشکوۃ شریف پڑھایا کرتے تھے، عربی ہفتم کی جماعت میں طلبہ کی کثرت کی وجہ سے تین ترتیب تھی، گرچہ ہفتم کے سال مولانا سے کچھ پڑھنا نصیب نہیں ہوا، لیکن کبھی کبھی دوران تعلیم ان کی درس گاہ سے گزرتے ہوئے یا دارالحدیث کے پاس سے آتے جاتے مولانا کے بافیض درس سے کچھ نہ کچھ استفادہ کا موقع مل جاتا۔

دورۂ حدیث شریف میں

اگلے سال ہم لوگ دورۂ حدیث شریف میں تھے، ہماری تیسری گھنٹی سنن ابی داؤد شریف کی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کے یہاں تھی، دورہ کے اسباق شروع ہوئے،

سارے ہی اساتذۂ کرام آفتاب وماہتاب تھے،علم وعمل کے پیکر اور اخلاص ووفا کے خوگر، ہر ایک اپنی جگہ علم کا پہاڑ تھا، جن سے علوم وفنون کے بے شمار چشمے جاری ہوئے اور جن کے ہزاروں تلامذہ دنیا میں علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت اور دین حنیف کی عظیم خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مولانا کی خصوصیات

دورۂ حدیث شریف میں نصف سال (امتحان ششماہی تک) ابوداؤد شریف کے گھنٹے میں آپ کے درسی افادات اور علمی فیضان اور احادیث نبویہ کے جواہر پاروں سے حسب وسعت فیض حاصل کرنے کی توفیق ملی، مولانا کے درس کی خصوصیت تھی کہ وہ رجال حدیث پر شاندار اور تفصیلی کلام کرتے اور حدیث کی واضح تشریح وتوضیح کیا کرتے تھے، مولانا اپنی اس منفرد خصوصیت کی وجہ سے علمی حلقوں میں ماہر اسماء الرجال اور ابن حجر ثانی کے معزز لقب سے معروف تھے، دوران درس صاف اور واضح انداز میں بیان کرتے اور علمی نکات کے ذکر کے ساتھ قال ابوداؤد کی وضاحت کرتے، رجال حدیث اور راویان سنن ابی داؤد پر مولانا نے بڑا اہم علمی اور قیمتی کام بھی کیا ہے، درس میں اس کا بھی ذکر کرتے اور بسا اوقات اپنی قیمتی نصیحتوں سے بھی نوازتے۔

رفقائے دورۂ حدیث شریف

ہم لوگوں کو دورۂ حدیث شریف کے سال مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کے یہاں سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ مکمل پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔ اس سال کے علاقائی رفقائے درس میں مولوی محمد سلمان نوادوی، مولوی محمد یوسف سریانوی، مولوی ابوالجیش سریانوی، مولوی ابوسعد ابراہیم پوری، مولوی ابواللیث مبارک پوری، مولوی نعیم الرحمٰن ولید پوری وغیرہ احباب تھے، جن کی مخلصانہ رفاقت احقر کو میسر تھی اور دارالحدیث دارالعلوم دیوبند میں ہم لوگ احادیث نبویہ کی تعلیم میں مشغول تھے۔

اختتامِ درس پر مولانا کی نصیحتیں

جس دن ابوداؤد کتاب الطہارہ مکمل ہوئی، اس دن مولانا نے بہت ساری نصیحتیں کیں اور طلبۂ عزیز کو اپنی قیمتی باتوں سے نوازا، راقم السطور اپنے زمانۂ طالب علمی میں اپنے موقر اساتذۂ کرام کی درسی تقاریر، ملفوظات وواقعات کو افادات علمیہ کی شکل میں کاپی پر لکھتے رہنے کا عادی تھا، دیگر بہت سے ہونہار طلبہ بھی اس کام میں ممتاز تھے، اور اساتذۂ کرام کے ارشادات وفرمودات کو دورانِ درس ہی لکھ لیا کرتے تھے، جس دن ابوداؤد کتاب الطہارہ مکمل ہوئی اس دن کی آپ کی آخری چند باتوں کو راقم نے بھی اپنی درسی افادات والی ابوداؤد کی کاپی پر تحریر کرلیا تھا، ان میں سے کچھ باتیں افادہ عام کے لیے آج یہاں سپردِ قرطاس کرتا ہوں۔ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ نے اس روز دورانِ درس فرمایا:

مولانا فخر الحسن مرادآبادی سے میں نے ابوداؤد پوری پڑھی ہے، انہوں نے مولانا اصغر حسین سے، انہوں نے حضرت شیخ الہند سے، بقیہ سند ویسے ہی آگے تک معلوم ہے۔

جو سبق میں رہے ہیں، ان کو اجازت ہے کہ ابوداؤد کی روایت کو بیان کرسکتے ہیں میری طرف سے محدثین کی شرائط کے ساتھ، ان شرطوں کو کتاب میں دیکھ لیجیے گا۔

ادلہ اربعہ کا ذکر کیا کہ قیاس اجماع، قرآن اور سنت کے تابع ہوگا، یہ ہمارے دین کی اصل ہے، جس طرح قرآن ہے اسی طرح دین کی اصل حدیث بھی ہے، کچھ لوگ حدیث کو حجت نہیں مانتے، یہ ہر دور میں اختلاف چلا ہے۔

اہل قرآن کی ملمع سازی کا ذکر کیا کہ مسلمان نہ کہ کر اہل قرآن کہیں، ضرور دال میں کالا ہے، ھو سمّٰکم المسلمین، تو مسلمان چھوڑ کر اہل قرآن کیوں کہتے ہیں!؟

فقہ کے منکرین اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں، کہ اصل کو مانتے ہیں تو فرع کو نہیں مانیں گے، اپنے کو اہل قرآن اہل حدیث کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ قرآن کو تو سب

مانتے ہیں، یہ عوام کو دھوکہ دیتے ہیں اور تین ہی نہیں مانتے، وہ اپنے آپ کو نیچری فطری مانتے ہیں، انہوں نے سب کو نکال کر فطرت کو لیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسیوں جگہ کہا کہ جس طرح قرآن نے حلال حرام کیا، میں نے بھی کچھ چیزوں کو حرام حلال کیا ہے، قرآن نے متعدد جگہ اطاعت رسول کو اطاعت الٰہی کہا، قرآن نے کہا: لتبیّن للناس ما نزل الیھم کہ تفسیر کردیں ان کی جو ہم نے آپ پر نازل کی ہیں، ورنہ اللہ کو رسول بھیجنے کی ضرورت نہیں تھی، کتاب پہاڑ پر اتار دیتے کہ جا کرلے لو۔

دو سلسلے ہیں: کتاب اور رجال، کتاب آئی تو رجال آئے، اس لیے اھدنا الصراط کے ساتھ الذین انعمت علیھم، یہ منعم علیھم ہیں، ان ہی کے راستہ کو پکڑو گے، اھدنا الکتاب نہیں کہا، پس قرآن پر عمل اسی وقت ہوگا جب حدیث کا علم ہوگا، ورنہ قرآن نہیں سمجھ سکتے، خوارج نے حدیث کا انکار کیا تو ابن عباس مناظرے کے لیے گئے کہ نماز کیسے پڑھو گے؟!

اس لیے حدیث کو بہت توجہ سے پڑھنا چاہیے، فارغ ہونے کے بعد کوئی کتاب حدیث کی مطالعہ کرنی چاہیے، حدیث سے تعلق ختم نہیں ہونا چاہیے، چاہے درس وتدریس نہ ہو، پھر رسول محبوب الٰہی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر چیز محبوب ہے، اس لئے حدیث سے آپ اپنا تعلق قائم رکھیے۔ (انتہی قولہ)

یہاں تک جو لکھا گیا وہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی ہمارے دورہ کے سال کی آخری نصیحت بھری تقریر کے اہم جزئیات و اقتباسات تھے، یہ سبق ۱۴/ربیع الاول ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۲/ مارچ ۲۰۰۹ء جمعرات کا ہے، جس دن مولانا کے یہاں ہم لوگوں کی ابوداؤد کتاب الطہارہ مکمل ہوئی اور پھر اس کے بعد ششماہی امتحان ہوا، ششماہی کے بعد ابوداؤد جلد ثانی کتاب الجہاد سے بحر العلوم مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی کے یہاں شروع ہوئی۔

دہشت گردی مخالف کل ہند کانفرنس

دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ طالب علمی میں عربی ہفتم کے سال ۱۷؍صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۵؍فروری ۲۰۰۸ء بروز دوشنبہ مادر علمی کی اعظمی منزل کے سامنے ایک عظیم الشان دہشت گردی مخالف کل ہند کانفرنس کا انعقاد ہوا، جس کے زبردست اثرات ملک و بیرون ملک اور پوری دنیا میں محسوس کیے گئے اور اسلام اور مسلمانوں کو دہشت گردی کے حوالے سے بدنام کرنے کی جو عالمی کوشش تھی وہ ناکام ہوگئی، اس عظیم الشان کانفرنس میں ملک بھر کے اکابر علمائے کرام تشریف لائے تھے، دارالعلوم دیوبند کے سابق مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ اس کانفرنس کے روح رواں اور صدر محترم تھے اور قائد ملت حضرت مولانا سید محمد ارشد صاحب مدنی دامت برکاتہم صدر جمعیۃ علمائے ہند واستاذ حدیث وسابق ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند اس کانفرنس کے کنوینر تھے۔

مولانا کے جمعیۃ سے تعلقات

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کا بھی اس کانفرنس کے انعقاد میں زبردست کردار تھا اور کیوں نہ ہو کہ جب آپ حضرت مولانا سید محمد ارشد مدنی صاحب دامت برکاتہم کے دست راست اور جمعیۃ علماء ہند کے رکن عاملہ بھی تھے، ہم لوگ جامع رشید میں مغرب کی نماز کے بعد دونوں بزرگوں کو ایک ساتھ بیٹھ کر دیر تک گفتگو کرتے ہوئے دیکھا کرتے تھے، مولانا کے بیٹھنے کا وہ خوبصورت انداز اب تک ذہن ودماغ پر نقش ہے۔

چناں چہ جب جمعیۃ علماء ہند کا اختلاف شروع ہوا اور مولانا سید ارشد مدنی صاحب تقریباً بیس (۲۰) دنوں تک جمعیۃ علما ہند کے صدر دفتر دہلی میں مقیم تھے، اس موقع پر بھی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب نے آپ کا مکمل تعاون کیا اور اپنی عظیم خدمات سے جمعیۃ علماء کو نوازا۔

ماہنامہ دارالعلوم دیوبند میں مضمون کی اشاعت

دارالعلوم دیوبند میں منعقد ہونے والی اس عظیم الشان دہشت گردی مخالف کل ہند کانفرنس کے بعد احقر نے ایک طویل مضمون "اسلام امریکہ اور دہشت گردی" کے عنوان پر لکھا، یہ میرا عربی ہفتم کا سال تھا اور اس سال کا میرا یہ سب سے طویل مضمون تھا، جو میں نے بہت جلد لکھ کر مکمل کر لیا تھا، اگر چہ یہ مضمون اپنے مواد و مشمولات کے اعتبار سے کچھ خاص اہمیت کا حامل نہیں تھا، لیکن طالب علمی کے زمانے کے ذوق وشوق کے اعتبار سے میرے بعض احباب نے اسے بہت پسند کیا اور میری حوصلہ افزائی کی اور کسی رسالے میں شائع کرنے کی ترغیب دی۔

چناں چہ میں نے اپنے اس مضمون کو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے دفتر میں وہاں موجود ملازمین کو یہ کہہ کر دیا کہ اسے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کو دکھادیں، اگر حضرت مناسب سمجھیں گے تو اسے رسالے میں شائع کر دیں گے۔

مولانا سے خاص ملاقات

ماہنامہ دارالعلوم کے دفتر میں یہ مضمون دیے ہوئے کئی ماہ گزر گئے، سوئے اتفاق کہ میں اپنے اس مضمون کی فوٹو کاپی نہ کرا سکا، اور ادھر ایک عرصے تک مضمون شائع نہ ہوا تو احقر نے سمجھا کہ شاید یہ رسالہ کے لائق نہ ہو، چناں چہ میں نے دفتر والوں سے معلوم کیا، انہوں نے کہا کہ مولانا سے جا کر ملو، لیکن مولانا کی ذات کے رعب و دبدبہ کا حامل ہونے کی وجہ سے میرے اندر مولانا سے ملاقات کرنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، پھر بھی ایک دن ہمت کرتے ہوئے مولانا کی قیام گاہ اعظمی منزل پہنچا، یہ ایک بڑی وسیع وعریض سہ منزلہ عمارت ہے، جو دارالعلوم دیوبند کی بڑی اور خوبصورت عمارتوں میں شمار ہوتی ہے، گیٹ سے داخل ہوتے

ہوئے سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر مولانا کے کمرے کی طرف بڑھا، لیکن مولانا کو آواز دینے اور اندر جانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، مولانا کا یہ کمرہ بڑا اور کشادہ ہے، برآمدے میں گملوں کے اندر پھلواریاں ترتیب سے رکھی ہوئی تھیں، مسجد رشید میں نماز کے لیے جاتے ہوئے بسا اوقات مولانا اپنے کمرے کے باہر برآمدے میں کھڑے دکھائی دیا کرتے تھے۔

بہر حال مولانا کے کمرے کے پاس برآمدے میں جا کر بلند آواز سے السلام علیکم کہا، تھوڑی دیر کے بعد حضرت اپنے کمرے سے باہر برآمدے میں تشریف لائے، مجھے بڑی شرمندگی محسوس ہوئی کہ میں نے آپ کو زحمت دی، یہ عصر کے بعد کا وقت تھا، میں نے اپنے گم شدہ مضمون کے سلسلے میں مولانا سے ہمت کرتے ہوئے گفتگو کی، مولانا نے کہا کہ ٹھیک ہے، دیکھتے ہیں، رسالے میں دیکھنا یا دفتر والوں سے بھی معلوم کرنا۔

آخر مضمون شائع ہو گیا

چناں چہ امید و بیم کے کچھ عرصہ کے بعد احقر کا وہ مضمون ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے شمارہ نمبر ۹، ۱۰ جلد نمبر ۹۳، ماہ رمضان شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ستمبر اکتوبر ۲۰۰۹ء میں شائع ہوا، یہ مضمون ماہنامہ کے کل بارہ صفحات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

مضمون شائع ہونے کے بعد مجھے خبر نہ تھی، ایک دن اتفاق سے عصر کے بعد تفریح کرتے ہوئے کتب خانہ حسینیہ دیوبند کے قریب بک اسٹال پر پہنچا، جہاں عام طور سے میں عصر کے بعد کتابوں کی ورق گردانی اور رسالوں کی دید و خرید کے لیے حاضر ہوا کرتا تھا اور اپنے من پسند رسالوں کو خریدتا تھا، حسن اتفاق سے ماہنامہ دارالعلوم کے شمارے پر بھی نظر پڑی، جس میں احقر کا مضمون شائع ہوا تھا، میں نے اس رسالے کو خرید لیا، پھر اگلے روز ماہنامہ کے دفتر میں پہنچا، تو دفتر والوں نے بھی ایک رسالہ عطا کیا۔

اکابر دیوبند کی وفات کا الم ناک سلسلہ

دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث شریف سے فراغت (۱۴۳۰ھ مطابق ۲۰۰۹ء) کے بعد راقم السطور اگلے سال وہیں تکمیل عربی ادب میں داخل ہوا، اس دوران میرا آپ سے کوئی خاص تعلیمی رابطہ نہ رہا اور یقیناً یہ میرے لیے بڑی محرومی کی بات تھی۔

عربی ادب کی تکمیل کے بعد میں اپنے اکابر و اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے درس و تدریس میں لگ گیا اور تقریباً دس سال کا عرصہ گزر گیا ہے، اس دوران مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے کئی اکابر اساتذۂ کرام دنیا سے رخصت ہو گئے، جن کی ایک طویل فہرست ہے اور دل ان حضرات کی جدائی سے مستقل غم زدہ ہے۔

وفات شیخ اولؒ و دیگر اکابر

جب ہم لوگ دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم تھے کہ اسی دوران ۱۹/صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۴/فروری ۲۰۱۰ء بروز جمعرات حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد خان صاحب بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا، جو دارالعلوم دیوبند میں شیخ اوّل کے لقب سے معروف تھے، افسوس کہ ہمیں ان سے تعلیم حاصل کرنے کا موقع نہ مل سکا؛ کیونکہ آپ اپنی بیماری کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند سے مستعفی ہو گئے تھے اور گھر پر صاحب فراش تھے، حضرت کی وفات پر دارالعلوم دیوبند میں زیر تعلیم ہم طلبائے اعظم گڑھ نے اپنے دیواری رسالہ ماہنامہ پاسبان میں آپ کی خدمات اور آپ کی حیات پر ایک مستقل شمارہ "شیخ اول" کے نام سے شائع کیا تھا۔

حضرت شیخ اولؒ کی وفات سے پہلے ۱۹/ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۶/اپریل ۲۰۰۸ء بروز شنبہ دارالعلوم وقف دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا انظر شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بھی اس دنیائے فانی سے کوچ فرما گئے تھے۔ ان دونوں اکابر کے وصال پر احقر نے

کئی مقالے بھی لکھے تھے۔

تکمیل عربی ادب کے بعد جب کہ میں جامعہ ضیاء العلوم متھرا کے لیے بحیثیت عربی مدرس روانہ ہونے والا تھا اور تدریسی سلسلہ کے آغاز کے لیے دارالعلوم دیوبند وارد ہوا تھا کہ مورخہ ۸/اکتوبر ۲۰۱۰ء بروز جمعہ دارالعلوم دیوبند کے کارگزار مہتمم حضرت مولانا غلام رسول صاحب خاموش بھی دنیا سے رخصت ہوگئے، ان کے انتقال کے کچھ عرصہ کے بعد یکم محرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۸/دسمبر ۲۰۱۰ء کو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ بھی اللہ کو پیارے ہوگئے، اس وقت میں جامعہ ضیاء العلوم متھرا میں مدرس تھا، کچھ عرصہ بعد ۱۴/محرم ۱۴۳۲ھ مطابق ۲۱/دسمبر ۲۰۱۰ء منگل کو احقر کے نانا جان حضرت مولانا عبدالکریم صاحب اعظمی ابراہیم پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سفر آخرت پر روانہ ہوگئے، راقم نے ان حضرات پر بھی تفصیلی مضامین سپرد قرطاس کیے، نانا جان مولانا عبدالکریم صاحب اعظمی کی سوانح حیات مطبوعہ ہے۔

ان کے کچھ عرصہ بعد دارالعلوم دیوبند کے مقبول ترین استاذ حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ۲۳/رجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۳۱/مارچ ۲۰۱۹ء بروز اتوار مسافرین آخرت میں شامل ہوگئے، مولانا جمیل احمد صاحب سے ہم لوگوں نے عربی ہفتم کے سال ہدایہ رابع پڑھی ہے، مولانا کا انداز درس نہایت عام فہم اور صاف ہوا کرتا تھا، ہدایہ کی اردو مقبول شرح اشرف الہدایہ اور دیگر کئی علمی کتابیں مولانا کی یادگار ہیں۔

وفات شیخ ثانیؒ و دیگر اکابر

اس طرح یکے بعد دیگرے دارالعلوم دیوبند کے کئی اساتذۂ کرام تسلسل کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے، ان ہی میں حضرت مولانا عبدالحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفیٰ: ۲۹/دسمبر ۲۰۱۶ء) شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بھی تھے، جو طلبۂ دارالعلوم دیوبند

کے درمیان شیخ ثانی کے لقب سے معروف تھے، ہم لوگوں نے عربی ہفتم کے سال آپ سے مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی المعروف بمقدمہ مشکوٰۃ، اور مشکوٰۃ شریف ثلث اول پڑھنے کا شرف حاصل کیا، اور دورۂ حدیث کے سال بخاری شریف جلد ثانی آپ سے پڑھنے کی سعادت حاصل کی، آپ بڑے بزرگ اور مستجاب الدعوات انسان تھے، ہم لوگ کبھی کبھی آپ کی قیام گاہ متصل چھتہ مسجد، آپ سے ملاقات کے لیے بھی جایا کرتے تھے۔

مولانا عبدالحق صاحب کے انتقال کے بعد دارالعلوم دیوبند کے قدیم اور مایہ ناز استاذ حضرت مولانا ریاست علی ظفر بجنوری صاحب بھی ۲۳ر شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ر مئی ۲۰۱۷ء کو اس دار فانی کو الوداع کہہ گئے، دارالعلوم دیوبند کے ترانے کے خالق کے طور پر آپ کا نام ہر خاص وعام میں معروف ومشہور ہے، ہم لوگوں نے آپ سے دورۂ حدیث کے سال نسائی شریف اور تکمیل عربی ادب کے سال البلاغۃ الواضحہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا، آپ طلبہ کے حق میں بے انتہا شفیق تھے اور بڑی محبت وشفقت کے ساتھ پڑھایا کرتے تھے۔

دو سال پہلے دارالعلوم دیوبند کے مکرم استاذ حضرت مولانا علامہ جمال احمد صاحب بلند شہریؒ (متوفی: ۱۴۴۰ھ/ ۲۰۱۹ء) بھی اس دنیا کو الوداع کہہ گئے، جلالین شریف کی معروف اردو شرح "جمالین" اور دیگر کتابیں آپ کی یادگار رہیں۔

وفات مفتی سعید احمد صاحب پالن پوریؒ

سال گزشتہ کرونا کی عالمی وبا اور سخت لاک ڈاؤن کے دوران ۲۵ر رمضان ۱۴۴۱ھ مطابق ۱۹ر مئی ۲۰۲۰ء منگل کی صبح ممبئی میں ہی دوران علاج حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سابق شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند بھی مشیت الٰہی سے وفات پا گئے، حضرت کے انتقال کی خبر سے علمی دنیا میں ہلچل مچ گئی اور آپ کے شاگردوں کے اوپر غم کا ایک پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت مولانا مفتی سعید احمد

صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کی یادگار، مسلک دیوبند کے ترجمان اور اکابر کی زندہ تصویر تھے، آپ کی دینی وعلمی خدمات کا میدان بہت وسیع ہے، ہزاروں تشنگان علم نے آپ سے فائدہ حاصل کیا، اور ان شاء اللہ آپ کی تمام تر تصانیف رہتی دنیا تک آپ کے نام کو زندہ وتابندہ رکھیں گی اور تا قیامت آپ کے لیے رفع درجات، صدقہ جاریہ اور ایصال ثواب کا ذریعہ ثابت ہوں گی۔

مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ہم لوگوں نے دورۂ حدیث شریف کے سال بخاری شریف اول اور ترمذی شریف اول مکمل پڑھنے کی سعادت حاصل کی، آپ کی وفات سے دل اب تک رنجیدہ اور غمزدہ ہے اور آپ کی یادوں اور قیمتی باتوں کو یاد کرکر کے آپ کی جدائی پر دل خون کے آنسو روتا ہے۔ تفسیر ہدایت القرآن، تحفۃ القاری شرح بخاری، تحفۃ الالمعی شرح ترمذی اور رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغۃ وغیرہ آپ کی عظیم الشان علمی وتصنیفی خدمات ہیں، جن سے ایک دنیا فیض حاصل کر رہی ہے۔ آپ کی وفات پر بھی راقم نے ایک مختصر تحریر سپرد قرطاس کی تھی۔

مشکلات ومصائب کا سال

سال ۲۰۲۰ء کے دوران دنیا بھر میں بے شمار اکابر علماء کرام ومشائخ عظام مشیت الٰہی سے رخصت ہوئے، جن میں ایک بڑی تعداد اکابر دیوبند اور وابستگان دار العلوم دیوبند کی بھی تھی، یہ سال مکمل طور پر مشکلات ومصائب کا سال تھا، عالمی وبا کرونا اور لاک ڈاؤن کی وجہ سے تمام تعلیمی ادارے بند تھے، اور عام لوگوں کی معیشت تباہ تھی اور اب تک مشکلات و مصائب کی یہی صورت حال برقرار ہے۔ (بوقت تحریر یہ سنگین صورت حال تھی، الحمد للہ کہ پھر اگلے سال چند ماہ بعد اس وبا کا زور ختم ہوگیا اور حالات درست ہوگئے۔)

وفات مولانا نور عالم خلیل امینی صاحبؒ

پچھلے دنوں رمضان المبارک کے اندر ایک اور بڑے حادثے نے ہمارے دل کو سخت غم زدہ کر دیا، اور وہ حادثہ تھا: استاذ مکرم حضرت مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی استاذ عربی ادب اور مدیر تحریر مجلہ الداعی دارالعلوم دیوبند کی وفات کا، ۲۰؍رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۳؍مئی ۲۰۲۱ء سوموار کو بوقت سحر مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی بھی ہمیں داغ مفارقت دے کر سفر آخرت پر روانہ ہو گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب سے ہم لوگوں نے عربی ادب کے سال مختارات (نثر جدید) نامی کتاب پڑھی تھی، جس میں آپ عربی عبارات کی درستگی کے ساتھ عربی تعبیرات کے استعمال پر خاصا زور دیتے تھے اور اپنی دلچسپ اور قیمتی باتوں سے نوازتے تھے، حضرت کی وفات سے بھی دل اب تک بہت غم زدہ اور رنجیدہ ہے اور نگاہوں کے سامنے آپ کا مسکراتا ہوا چہرہ موجود ہے، آپ کے انداز درس اور آپ کی باتیں مسلسل یاد آتی ہیں، آپ کی وفات پر راقم نے ایک مختصر تاثراتی تحریر بھی سپرد قرطاس کی تھی۔

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام اکابر اور مرحوم اساتذۂ کرام کی مغفرت فرمائے، ان کی تمام دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے، ان کی قبروں کو نور سے منور فرمائے، اپنے مقبولین وصالحین بندوں میں شامل فرما کر اپنی خاص رحمت اور جنت کا مستحق بنائے، آمین

کرونا ولاک ڈاؤن کی مشکلات

مارچ ۲۰۲۰ء سے اکتوبر ۲۰۲۰ء تک مسلسل سخت ترین لاک ڈاؤن کے آٹھ مہینے کے بعد جب حکومت کی طرف سے مشروط طور پر تعلیمی اداروں کے کھولنے کی اجازت ملی تو دارالعلوم دیوبند کے اکابر اساتذہ اور مجلس شوریٰ کی آگے کے لیے تعلیمی سلسلے کے اجراء سے متعلق ایک

میٹنگ ہوئی، جس میں چند اساتذۂ کرام کو مختلف خالی عہدے سپرد کیے گئے، اس دوران امید تھی کہ تعلیم شروع ہوجائے گی اور دینی مدارس کی تعلیمی وتدریسی رونقیں بحال ہوجائیں گی، بعض جگہوں پر الحمدللہ تعلیمی سلسلہ شروع بھی ہوا، لیکن پھر مارچ ۲۰۲۱ء میں کرونا کی دوسری شدید و بدترین لہر نے پھر سارا معاملہ بگاڑ دیا اور ایک بار پھر تعلیمی ادارے بند ہوگئے، حکومت نے وقفہ وقفہ سے مختلف جگہوں پر لاک ڈاؤن لگانے شروع کردیے، اور جاری رمضان ۱۴۴۲ھ میں مکمل لاک ڈاؤن کا اعلان یوپی حکومت کی طرف سے ہوگیا، مسلمان اس سلسلے میں بہت زیادہ تشویش اور پریشانی کا شکار ہوئے ہیں، اور حالات کی درستگی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کررہے ہیں۔

ان ہی مشکل ترین حالات میں ملک کے مختلف علاقوں اور خطوں سے بہت سارے لوگوں کی مرنے کی خبریں بھی آتی رہیں، جن میں مسلمانوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے اور ان میں بہت سارے علماء کرام بھی مسافرانِ آخرت میں شامل ہیں۔

وفات مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ

سوشل میڈیا پر کئی دنوں سے دارالعلوم دیوبند کے کئی اکابر اساتذۂ کرام کی علالت اور بیماری کی خبریں پڑھ کر ان کے لئے صحت وعافیت اور شفائے کاملہ عاجلہ کی دعائیں کیا کرتا تھا، اللہ کی مرضی اور مشیت سے ان میں کچھ حضرات سفر آخرت پر روانہ ہوگئے، ان ہی مسافران آخرت میں ہم سب کے مخدوم مکرم استاذ محترم حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند بھی ہیں۔ ۳۰؍رمضان ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳؍مئی ۲۰۲۱ء بروز جمعرات آپ بھی سفر آخرت پر روانہ ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ دارالعلوم دیوبند کے علیا کے مقبول مدرس تھے، دورۂ حدیث شریف کے اسباق میں مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کا سبق آپ سے متعلق رہا کرتا تھا، اور عربی ہفتم کی جماعت میں مشکوٰۃ شریف اور شرح نخبۃ الفکر آپ سے متعلق رہا کرتی تھی۔

مولانا مرحوم کے کچھ سوانحی حالات

ضلع اعظم گڑھ کے مشہور ومعروف علاقہ پھول پور، جہاں کی مشہور شخصیت محی السنۃ حضرت مولانا عبدالغنی صاحب پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، اسی پھول پور تحصیل کے ایک کلومیٹر فاصلے پر جگدیش پور نام کا ایک گاؤں ہے، مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کا یہی وطن عزیز ہے، اور اسی جگدیش پور گاؤں کے مولانا عبدالحق صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند بھی تھے، تذکرۂ علمائے اعظم گڑھ کے اندر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ نے اپنے اسی گاؤں کے ایک بڑے عالم دین حضرت مولانا افتخار احمد صاحب جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی تذکرہ کیا ہے اور مولانا نے لکھا ہے کہ آپ ہمارے گاؤں کے سب سے پہلے عالم دین تھے۔

ولادت اور تعلیم

۱۳۶۲ھ مطابق ۱۹۴۲ء میں جناب حافظ انوارالحق بن محمد تقی صاحب کے گھر آپ نے آنکھیں کھولیں، ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد عربی تعلیم کے لیے مدرسہ بیت العلوم سرائے میر میں داخل ہوئے، دارالعلوم مئو میں بھی آپ نے عربی کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور وہاں ایک سال دورہ میں رہ کر احقر کے بڑے ماموں حضرت مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب کریمی قاسمی ابراہیم پوری دامت برکاتہم کے بقول ۱۹۶۴ء میں دورۂ حدیث شریف کو مکمل کیا اور سند فراغت سے سرفراز ہوئے۔

اساتذۂ کرام

دارالعلوم دیوبند میں ایک سال تعلیم کے دوران آپ نے جن اکابر اساتذۂ کرام

سے شرف تلمذ حاصل کیا، ان میں چند معروف ہستیوں کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

* حضرت مولانا سید فخر الدین احمد مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نے آپ سے بخاری شریف پڑھی۔

* مولانا اسلام الحق صاحب کوپاگنجی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا نے آپ سے طحاوی شریف پڑھی، جیسا کہ تذکرہ علمائے اعظم گڑھ میں بھی موجود ہے۔

* مولانا سید فخر الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا معراج صاحب دیوبندی وغیرہ۔

تدریسی سلسلہ

دارالعلوم دیوبند سے رسمی فراغت کے بعد تعلیم وتدریس کے میدان میں قدم رکھا، اور مختلف مدارس میں تدریس کے بعد جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس پہونچے، تذکرہ علمائے اعظم گڑھ یہیں کے قیام کے دوران آپ نے تصنیف کیا، جس پر محدث کبیر ابوالمآثر حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب محدث اعظمی رحمۃ اللہ علیہ اور مورخ اسلام قاضی اطہر مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ کی تائید وتقریظ اور دعائیہ کلمات موجود ہیں۔ اس کتاب کا اضافہ شدہ دوسرا ایڈیشن ۲۰۱۲ء میں طبع ہوا ہے اور حضرت اقدس مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم استاذ دارالعلوم دیوبند کی عطاء وبخشش کے طفیل الحمدللہ یہ عظیم کتاب احقر کے پاس بھی موجود ہے، اکثر وبیشتر اس کا مطالعہ کرتا ہوں اور علمائے اعظم گڑھ کے سلسلہ میں اس سے استفادہ کرتا رہتا ہوں۔

دارالعلوم دیوبند میں بحیثیت استاذ

۱۴۰۰ھ مطابق ۱۹۸۰ء میں دارالعلوم دیوبند کے اجلاس صدسالہ کے اختتام کے

بعد دارالعلوم دیوبند کے حالات آپسی انتشار کا شکار ہو گئے، اور دارالعلوم دیوبند کے اکابر و اساتذہ دو گروہوں میں منقسم ہو گئے، دارالعلوم دیوبند کے لیے یہ وقت بڑا نازک تھا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو دارالعلوم کے تحفظ کے لئے کھڑا کیا، آپ نے اپنی قوت بصیرت اور فیصلہ کن دوررس نگاہوں کے ذریعے دارالعلوم دیوبند کو بہت سارے داخلی و خارجی فتنوں سے محفوظ کیا اور مجلس شوریٰ کے تحت دارالعلوم دیوبند کے نظام کو مستقل طور پر جاری کیا۔

مولانا اسعد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی طلب پر ہی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب جگدیش پوری نے بھی دیوبند کا سفر کیا اور ۱۹۸۱ء میں دارالعلوم دیوبند کے درجات وسطیٰ میں مدرس مقرر ہوئے، اور چند سالوں کے بعد علیا کے استاذ متعین ہوئے، اس طرح تقریبا چالیس سال تک آپ نے دارالعلوم دیوبند میں تدریسی خدمات انجام دی ہیں، اس دوران شرح نخبۃ الفکر، مقدمہ مشکوٰۃ، مشکوٰۃ شریف، ابوداؤ شریف اور مسلم شریف جیسی عظیم کتابیں آپ سے متعلق رہیں۔

ماہنامہ دارالعلوم کی ذمہ داری وادارت

دارالعلوم دیوبند میں تدریس کے آغاز کے چند سال بعد ہی آپ کو ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کا مدیر تحریر بھی بنادیا گیا، اور تقریبا ۳۵/سال تک آپ کے زیرادارت یہ رسالہ نکلتا رہا، آخر میں اپنی ضعیفی و کمزوری اور دیگر علمی وتدریسی مشغولیات کی وجہ سے کی وجہ سے آپ اس کے مدیر نہ رہے، اور دارالعلوم دیوبند کے اکابر نے حضرت مولانا محمد سلمان صاحب بجنوری دامت برکاتہم کو رسالہ کی ادارت کی ذمہ داری سونپ دی۔

مولانا کی تصانیف وتالیفات

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اپنی تدریسی مشغولیات کے ساتھ تصنیف وتالیف سے بھی بہت زیادہ دلچسپی اور انہماک رکھتے تھے، رسالہ دارالعلوم دیوبند کی ادارت اور اس میں آپ کی شائع ہونے والی دیگر تحریروں کے علاوہ کم وبیش آپ کی ۳۰/ کے قریب تصانیف ہیں، جو آپ کے لئے رہتی دنیا تک ان شاءاللہ تذکرۂ خیر اور آخرت میں ترقی درجات کا ذریعہ ہوں گی۔

ذیل میں آپ کی چند اہم تصنیفات کا ذکر کیا جاتا ہے:

تذکرۂ علماء اعظم گڑھ

امام ابوداؤد اور ان کی سنن

شیوخ ابی داؤد فی السنن (عربی)

نور القمر فی توضیح نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر

شرح مقدمہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ

اجودھیا کے اسلامی آثار

اسلام اور نفقہ مطلقہ

اسلام کا نظام عبادت

خواتین اسلام کی بہترین مسجد

تحقیق مسئلہ رفع یدین

امام ابوحنیفہ کا علم حدیث میں مقام ومرتبہ

اسلام میں تصور امارت

ہندوستان میں امارت شرعیہ کا نظام اور جمعیۃ علماء ہند کی جد و جہد

متحدہ قومیت علماء اسلام کی نظر میں

خمینیت عصر حاضر کا عظیم فتنہ

تفسیر سورہ بقرہ

امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کا حکم

مسائل نماز

شیعیت قرآن وحدیث کی روشنی میں

حرمت مصاہرت

مقالات حبیب تین جلدیں

ان کے علاوہ آپ کی چند تصانیف اور بھی ہیں اور بہت سارے آپ کے قیمتی علمی مقالات ومضامین بھی ہیں۔ (کتابوں کی یہ فہرست نور القمر کی پشت پر مطبوعہ ہے)

اصلاحی بیانات

مولانا چوں کہ مستقل لکھنے پڑھنے والے آدمی تھے، اور عام طور پر سفر سے گریز کیا کرتے تھے، اس لیے آپ کے عوامی خطبات اور اصلاحی تقریریں بہت کم ہیں، تقریر و خطابت کے میدان میں آپ نے باقاعدہ طور پر قدم نہیں رکھا، لیکن بعض جگہوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ نے وہاں تقریریں کی ہیں، اسی طرح آخر عمر میں اپنے علاقے کی مسجد میں بھی عوام کے سامنے دینی و اصلاحی بیانات کا سلسلہ شروع کیا تھا، اللہ کرے کہ کوئی صاحب علم و استطاعت اگر ان کو مرتب کر کے جمع کر دیں تو یہ بھی مولانا کے طرف منسوب ایک عظیم کام ہوگا اور مولانا کے جواہر خطابت سے بہت سارے لوگوں کو آشنائی ہوگی اور استفادہ کی راہ عام ہوگی۔

ایک اور دلچسپ یاد

دارالعلوم دیوبند کے زمانۂ طالب علمی میں ایک مرتبہ ہم نے دیکھا کہ مولانا مسجد رشید سے عصر کی نماز پڑھ کر تھوڑی بہت تاخیر سے نکلے تھے، مولانا کی رفتار چوں کہ عام طور سے تیز تر رہا کرتی تھی اور وہ اپنی بہترین صحت تندرستی کی بناء پر عموماً تیز قدموں سے ہی چلا کرتے تھے، مسجد رشید کے عظیم الشان صدر دروازہ سے نکلتے ہوئے جب دربان نے انہیں دیکھا تو مدنی گیٹ کے پاس مسجد رشید کے بیرونی گیٹ سے حوض کی جانب دوڑتے ہوئے بھاگا، کیوں کہ اس نے نماز کے بعد، جب کہ سارے لوگ جا چکے تھے، یہ سوچ کر کہ اب کوئی نہیں ہوگا، گیٹ کو بند کر دیا تھا، یہ گیٹ اعظمی منزل کی جانب والا ہے، جہاں نواز پبلیکیشنز کے اوپر مولانا کا حجرہ تھا، مولانا اسی تیز رفتاری سے آگے بڑھتے رہے، شاید انہوں نے بھی نہ دیکھا ہو کہ گیٹ بند ہو چکا ہے، یا حسب معمول وہ یہی سمجھتے رہے ہوں گے کہ کھلا ہی ہوگا، دربان بہت تیز رفتاری سے دوڑا اور مولانا سے پہلے پہنچ کر اس نے جلدی سے گیٹ کو کھولا، ہم لوگ حوض کے پاس موجود رہ گز رسے یہ نظارہ دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔

ازبکستان کا سفر

تقریباً دو سال پہلے دارالعلوم دیوبند کے دو بڑے اور عظیم محدث بحر العلوم حضرت مولانا نعمت اللہ صاحب اعظمی معروفی دامت برکاتہم اور ابن حجر ثانی حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ازبکستان کے علمی سفر پر تشریف لے گئے تھے، فیس بک پر اپنے ان دونوں بزرگ اساتذۂ کرام کی تصویریں دیکھیں اور سفر کے احوال دیکھنے کو ملے تھے، اس موقع پر وہاں بہت سے مقامات پر آپ دونوں بزرگوں کا دینی وعلمی بیان بھی ہوا تھا، اور کئی محدثین عظام کے مزارات مبارکہ پر بھی فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کے لئے حاضر ہوئے تھے۔

راقم کی ایک تحریر

اس موقع پر راقم نے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے چند سطریں تحریر کی تھی، جن کو یہاں بغرض حفاظت بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے:

استاذ مکرم علامہ مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی جگدیش پوری استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند سہارن پور، ومصنف: تذکرہ علماء اعظم گڑھ

راقم حبیب الاعظمی نے حضرت سے دارالعلوم دیوبند میں دورۂ حدیث کے سال (۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء) سنن ابوداؤد شریف پڑھنے کا شرف حاصل کیا ہے، رجال حدیث پہ آپ کی بحث تحقیقی ہوا کرتی ہے اور کئی کئی پشت تک سلسلہ رجال کو بیان کردیتے ہیں، اور ساتھ ہی سند کے راویوں کے حالات بھی بیان کردیتے ہیں، اور ان کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال ذکر کر کے راجح قول کو بھی واضح کردیتے ہیں۔ حدیث کی تشریح و توضیح ایسی کرتے ہیں کہ ہر بات بالکل ذہن نشیں ہوجائے۔

آپ کی ان بلند و بالا محدثانہ صفات، علمی کمالات اور فن حدیث میں منفرد خصوصیات کی وجہ سے طلبۂ دارالعلوم آپ کو ابن حجر ثانی کے لقب سے جانتے ہیں۔

دورۂ حدیث کے سال تکمیل درس کے موقع پر جب آپ نے سنن ابی داؤد کا آخری درس دیا تو غم فراق میں ہم پر رقت طاری تھی، آپ نے الوداعی تقریر فرمائی، گراں قدر نصیحتوں سے نوازا، آپ کی ایک عظیم نصیحت یہ بھی تھی کہ فراغت کے بعد حدیث کی کوئی نہ کوئی کتاب ضرور مطالعہ میں رکھنا۔

الحمدللہ راقم کو تدریسی سفر کے آغاز سے ہی حدیث واصول حدیث کی کتابوں کے پڑھانے کا شرف میسر رہا ہے، اور اللہ کا احسان وکرم ہے کہ اس رب کریم نے محض اپنے فضل سے اپنے اس عاجز و بے نوا بندے کو حدیث کی عظیم الشان کتابیں جیسے سنن ابی داؤد، سنن

ابن ماجہ اور اصول حدیث کی بلند پایہ کتاب نزہۃ النظر شرح نخبۃ الفکر لعلامہ ابن حجر عسقلانی کے پڑھانے کا شرف بخشا، اور حدیث کی متداول ومشہور کتاب مشکوٰۃ شریف بھی پڑھانے کی سعادت میسر رہی۔

استاذ محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ کی یہ عظیم نصیحت ہمیشہ میرے پیش نظر رہی ہے، اور میں اللہ کا شکرادا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی حدیث کے طالب علموں میں شامل کرلیا۔ (یہ تحریر ۱۴ رستمبر ۲۰۲۰ءکولکھی گئی تھی)

سانحۂ وفات اور نمازِ جنازہ

گزشتہ رمضان میں حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا غم ابھی تک باقی ہی تھا کہ اِس رمضان کی ۲۰ رتاریخ کو استاذ محترم حضرت مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی کی وفات نے دل کو سخت رنجیدہ کیا، ابھی ہم مولانا نور عالم صاحب خلیل امینی کی وفات حسرت آیات پر آنسو بہا رہے تھے کہ ماہ مبارک کے اندر ہی مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی کی بیماری اور علالت کی خبر بھی سننے میں آئی، مولانا کو علاج کے لیے پھول پور اعظم گڑھ کے ہسپتال میں داخل کیا گیا، لیکن طبیعت میں مکمل افاقہ نہ ہوسکا اور ۳۰ ر رمضان ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳ رمئی ۲۰۲۱ء جمعرات بوقت ظہر، علم الحدیث کا یہ آفتاب عالم تاب بھی دنیا کی نگاہوں سے روپوش ہوگیا اور اپنے ہزاروں چاہنے والوں کو اپنی فرقت کا رنج والم دے کر غمزدہ کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

مولانا کے انتقال کی خبر سے دینی وعلمی حلقوں میں غم کی ایک لہر دوڑ گئی، اور آپ کے شاگردوں پر رنج وغم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ لوگ اپنے درد ودکھ کا اظہار کرنے لگے اور ان کی خدمات کو یاد کر کے آنسو بہانے لگے۔

رات نو بجے آپ کی نماز جنازہ آپ کے گاؤں جگدیش پور میں ادا کی گئ، نماز جنازہ

آپ کے پوتے مولانا محمد عفان صاحب قاسمی کی امامت میں ادا کی گئی اور ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں اس آفتاب علم کو حشر تک کے لیے اس کی آخری آرام گاہ میں سلادیا گیا۔

رحمت حق ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے، آپ کی تمام دینی وعلمی خدمات کو قبول فرمائے، ہر قسم کی لغزشوں سے درگزر فرمائے، آپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے، قبر پر اپنی رحمت کی بارش نازل فرمائے، آپ کو اپنے مقبولین اور صالحین بندوں میں شامل فرمائے، اپنی رضا و محبت کا مستحق بنا کر اپنی خاص رحمتوں سے نوازے، اور اپنی جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین۔

رفتید و لے نہ از دلِ ما

استاذ محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے حادثۂ وفات کے بعد دارالعلوم دیوبند کے ذمہ داران و اساتذۂ کرام اور ملک و بیرون ملک حضرات علماء کرام، بزرگان دین اور مشائخ عظام نے مولانا کی جدائی پر اپنے گہرے رنج وغم اور دکھ درد کا اظہار کیا اور حضرت سے متعلق اپنے قلبی تاثرات کو بیان کیا، ان کی خدمات اور کارناموں کو یاد کر کے ان کے لیے مغفرت اور رفع درجات کی دعائیں کیں اور ان کے لیے اللہ سے خصوصی رحمت اور جنت کی دعا مانگی۔

مولانا کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد ہے، جو ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہے، اور مولانا کی جدائی سے آپ کے یہ تمام شاگرد اپنے آپ کو یتیم محسوس کر رہے ہیں، یقیناً مولانا کے حادثۂ وفات کا رنج وغم جس طرح ان کی صلبی اولاد اور اہل خانہ کو ہوا، اسی طرح آپ کے

ہزاروں روحانی بچوں کو بھی محسوس ہوا اور وہ آپ کے حادثۂ وفات کو سن کر بے اختیار آنسو بہانے لگے اور ان کے دلوں پر بجلیاں گر گئیں۔

آپ کے بہت سارے متعلقین ومحبین اور تلامذہ نے زبان وقلم کے ذریعے بھی اپنے درد وغم کا اظہار کیا ہے اور مولانا کی حیات وخدمات کے گوشوں کو ذکر کرنے کے ساتھ مولانا کے کمالات وصفات وغیرہ کا بھی تذکرہ کیا ہے، ان کی حیات وخدمات کے مختلف گوشوں پر لکھنے والے بہت کچھ لکھ بھی رہے ہیں اور ان شاء اللہ آئندہ بھی لکھتے رہیں گے، اور یہ تمام چیزیں آپ کی عظمت وبلندی کی دلیل ہونے کے ساتھ آپ کے لیے بقائے ذکر خیر کا بھی ذریعہ ثابت ہوں گی اور ان شاء اللہ آپ کی تمام دینی وعلمی خدمات اور آپ کے ہزاروں شاگردوں کی نسل درنسل دینی خدمات آپ کے لیے صدقہ جاریہ بھی بنیں گی۔

راقم کی تاثراتی نظم

اب آخر میں مناسب خیال کرتے ہوئے اپنی ایک تاثراتی نظم کو بھی اس مضمون میں شامل کرتا ہوں، جسے راقم نے مولانا کی وفات کے دوسرے روز یعنی عید کے دن شام میں تحریر کیا تھا، یہ نظم میرے جذبات دل اور میرے قلبی رنج وغم کی عکاسی کرتی ہے:

تاثرات قلب حزیں

بروفات استاذی المکرم

حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ حدیث دار العلوم دیو بند

تاریخ وفات: ۳۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳ر مئی ۲۰۲۱ء جمعرات بوقت ظہر

نتیجۂ فکر: حبیب الاعظمی ابراہیم پوری فاضل دیو بند

گلستان علم کی پھر ہوگئی غمگیں فضا
ایک محدث ، آہ کہ پھر ہوگیا ہم سے جدا
علم کی اک انجمن اور علم کا بحر رواں
حضرت ابن حجر ثانی ، لقب جن کا ہوا
شیخ علامہ محدث ، وہ حبیب ذی وقار
آج جن کی مغفرت کی کررہے ہیں ہم دعا
ہر طرف ہیں سسکیاں ، ہر لب پہ آہ و زاریاں
مادر علمی کی افسردہ ہے روحانی فضا
آنکھ میں آنسو ہیں ، دل غمگین اور رنجور ہے
رحمۃُ اللہ علیہِ رحمۃً کی ہے صدا
روشنی دے کر زمانے کو مسلسل بے شمار
علم و حکمت ، فکروفن کا بجھ گیا روشن دیا

علم کی دنیا میں جن کا نام تھا ابن حجر
جو روایت اور درایت میں تھے عالی مرتبہ
دین حق کے بالیقیں وہ ترجماں، بے لوث تھے
کاروان اہل حق کے تھے بڑے اک پیشوا
ان کی عظمت ہے مسلّم اہل عالم کو بہت
کشتیِ ملت کے تھے وہ پاسباں اور ناخدا
اپنے اعظم گڑھ کے اہل علم وفن کی شان میں
لکھ دیا فضل خدا سے مستقل اک تذکرہ
اَور تصنیفات بھی ان کی عظیم الشان ہیں
ان کے علم وفضل کے جلوے ہمہ سو جا بہ جا
جن کی خدمات جلیلہ، واقعی ہیں بے شمار
فیض جن سے پارہی ہے امت شاہ ہدیٰ ﷺ
چاہے جتنا کچھ بھی ان کے فضل کو کردیں بیاں
حق تو یہ ہے کہ نہ ہوگا ہم سے ان کا حق ادا
تیس رمضان المبارک آپ کا یوم وصال
دل شکستہ غم زدہ ہے، اے خدا یہ کیا ہوا
نیک لوگوں سے زمیں خالی ہوئی جاتی ہے اب
یہ نشانی ہے قیامت کی بقول مصطفیٰ ﷺ
کیسی کیسی ہستیاں دنیا سے رخصت ہوگئیں
وقت اور حالات نے یہ کیا ستم ہم پہ کیا

بیس اور اکیس سنّ عیسوی کی داستاں
رنج وغم ، درد و الم ، پھیلی ہے دنیا میں وبا
اہل ایماں بھی عجب حالات سے دوچار ہیں
مشکلیں ہر ایک کی اب دور کر دے اے خدا
بخش دے ہر اک مسلماں کو الٰہی رحم کر
حشر میں حاصل ہو سب کو تیری رحمت اور رضا
ہے حبیب الاعظمی کی یہ دعا شام و سحر
مادر علمی کا ہر دم فیض جاری ہو سدا

☆ ☆ ☆

تعارف وتبصرہ

تذکرۂ علمائے اعظم گڑھ

تبصرہ نگار: حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری فاضل دارالعلوم دیوبند

ہندوستان کے صوبہ اتر پردیش کے مشہور ومعروف ضلع "اعظم گڑھ" کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم وفن، تہذیب وتمدن، صنعت وحرفت اور سادگی وخوش حالی کے اعتبار سے جو امتیازات وخصوصیات عطا فرمائی ہیں، وہ اسے دوسرے بہت سارے مقامات سے نمایاں اور ممتاز کرتی ہیں اور یہاں کے رجال کار نے اپنی عظیم دینی وعلمی، ادبی واصلاحی خدمات کے ساتھ سیاسی وسماجی میدان میں بھی جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، وہ اپنی مثال آپ ہیں۔

دیارِ مشرق کے اس اہم خطہ میں علم وعمل کی کئی مشہور اور قدیم درس گاہیں بھی ہیں اور یہاں علوم وفنون کے ماہرین بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں، جو مختلف شعبوں میں گراں قدر خدمات اور کارنامے انجام دے رہے ہیں۔

اعظم گڑھ کے بارے میں پچھلے دس بارہ سال قبل بدباطن حکومت کی طرف سے سازشی طور پر جو گھناؤنا پروپیگنڈہ کیا گیا اور اس علاقہ کی تمام تر علمی وصنعتی خدمات کو بالائے طاق رکھ کر مزعومہ دہشت گردی کے نام پر اسے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی، وہ اپنے آپ میں نہایت قبیح عمل اور ناقابل معافی جرم ہے، موجودہ بے لگام سیاست اور متعصب سیاسی حکمرانوں کا یہ طرزِ عمل یہاں کی امن پسند عوام کے لیے قطعی ناقابل قبول ہے، اب بھی یہاں کے کئی باصلاحیت نوجوان نام نہاد دہشت گردی کے الزام میں برسوں سے اپنے ناکردہ گناہوں کی سزا بھگت رہے ہیں اور جیل کی سنگین مشکلات اور ناقابل برداشت صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں، اللہ ان کا اور ان کے اہل خانہ کا حامی وناصر ہو۔

جب کہ اعظم گڑھ اور قرب وجوار کا یہ پورا علاقہ درحقیقت امن ومحبت کا گہوارہ اور علم وعمل کا سرچشمہ ہے، یہاں کی خاک سے اٹھنے والی بلند وبالا شخصیات نے دنیا کو اپنی روشن خدمات سے نئی روشنی دی ہے، وہ کون سا ایسا خطہ ہے، جہاں "اعظمی قدم" نہ پہونچے ہوں، وہ کون سی ایسی بڑی درس گاہ ہے، جہاں کوئی اعظمی استاذ درس وتدریس سے وابستہ نہ ہو، آپ اگر ایک سرسری نگاہ بھی ملک کے طول وعرض پر ڈالیں تو ملک کے چپہ چپہ پر اور بیرون ملک عالمی سطح پر بھی واسطہ اور بلا واسطہ یہاں کے اہل علم کے تابندہ نقوش جگمگاتے نظر آئیں گے۔

اس خطۂ اعظم گڑھ پہ مگر فیضان تجلی ہے یکسر
جو ذرہ یہاں سے اٹھتا ہے وہ نیّر اعظم ہوتا ہے
(شاعر: اقبال سہیل اعظمی مرحوم)

زیر نظر کتاب تذکرۂ علماء اعظم گڑھ اسی مردم خیز ضلع کے اہل علم کے حالات و خدمات پر مشتمل ایک تاریخی و دستاویزی کتاب ہے، جو صرف اعظم گڑھ کے علماء وفضلاء کے حالات کا انسائکلو پیڈیا ہی نہیں، بل کہ یہ کتاب درحقیقت اعظم گڑھ کی ایک عظیم الشان مستند اور محقَّق دینی وعلمی تاریخ بھی ہے۔

استاذ محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قاسمی اعظمی جگدیش پوری رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۳۰ر رمضان المبارک ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۳ر مئی ۲۰۲۱ء پنج شنبہ) سابق استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند وسابق مدیر ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے گہربار قلم سے لکھی گئی یہ دستاویزی اور تاریخی کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ قرب وجوار کے اہل علم اور دور دراز کے اہل تحقیق کے لیے ماخذ و مرجع بن گئی اور اعظم گڑھ کے حوالے سے کسی قسم کی علمی وتحقیقی تحریر کا لکھنے والا اس کتاب سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

بہت سارے اہل قلم نے اس کتاب پر اپنے گراں قدر تعارف وتبصرے بھی لکھے اور کتاب کی عظمت واہمیت اور افادیت پر روشنی ڈالی، حال ہی میں دارالمصنفین اعظم گڑھ

کے نامور رسالہ "معارف" کے قریبی شمارے میں بھی کسی صاحب قلم کی طرف سے اس کتاب کا محققانہ اور ناقدانہ تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے، جسے راقم نے واٹس ایپ پر پڑھا تھا اور قوم وملت کے لیے متفکر، نوجوان اعظمی فضلاء کی کاوشوں کا ترجمان: ماہنامہ "الماس" ممبئ کی خصوصی اشاعت: "مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ، حیات وخدمات" میں بھی اس تعلق سے اہل علم کی تحریریں موجود ہیں، الماس کی یہ خاص اشاعت بھی الحمدللہ راقم کے پاس موجود ہے۔

الحمدللہ راقم نے بھی مولاناؒ کی وفات کے بعد موبائل کے ذریعہ ایک طویل تاثراتی تحریر قسط وار لکھی، جس میں شامل تاثراتی نظم کے چند اشعار یہاں نقل کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے:

علم کی دنیا میں جن کا نام تھا "ابن حجرؒ"
جو روایت اور درایت میں تھے اعلی مرتبہ
دین حق کے بالیقیں وہ ترجماں بے لوث تھے
کاروانِ اہل حق کے تھے بڑے اک پیشوا
ان کی عظمت ہے مسلّم اہل دنیا کو بہت
کشتیٔ ملت کے تھے وہ پاسباں اور ناخدا
اپنے اعظم گڑھ کے اہل علم وفن کی شان میں
لکھ دیا فضل خدا سے مستقل اک "تذکرہ"
اَور تصنیفات بھی ان کی عظیم الشان ہیں
ان کے علم وفضل کے جلوے ہمہ سو، جا بہ جا
جن کی خدمات جلیلہ واقعی ہیں بے شمار
فیض جن سے پا رہی ہے امتِ شاہِ ہُدیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تذکرۂ علمائے اعظم گڑھ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء میں ۵۰۰ کی تعداد میں شائع ہوا اور کچھ ہی عرصہ میں ختم بھی ہوگیا، اس وقت تذکرہ کے مولف مولانا

حبیب الرحمٰن صاحب اعظمیؒ جامعہ اسلامیہ ریوڑی تالاب بنارس میں مدرس تھے،مولانا کی یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ پہلے ایڈیشن کے اختتام کے ساتھ ہی دوسرے ایڈیشن کا تقاضا شروع ہوگیا،لیکن اللہ کی مرضی کہ فوراً ہی دوسرے ایڈیشن کی اشاعت نہ ہوسکی اور اتنی تاخیر ہوئی کہ یہ کتاب ناپید سمجھی جانے لگی،جن کتب خانوں اور لائبریریوں میں محفوظ تھی،وہاں سے لوگ اس کتاب کے ذریعہ استفادہ کرتے،لیکن جن کے لیے کتاب میسر ہونے کے وسائل نہ تھے،وہ حسرت کے ساتھ کف افسوس ملتے اور تمنا کرتے کہ کاش جلد ہی اس کے نئے ایڈیشن کی اشاعت ہو۔

بالآخر وہ وقت آہی گیا اور مولانا مرحوم کی دارالعلوم دیوبند میں اہم تعلیمی وتدریسی ذمہ داریوں اور تصنیفی وتحقیقی امور کے ساتھ ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۰۱۲ء میں ۶۰۰ سے زائد صفحات پر مشتمل اس کتاب کا نقش ثانی جدید ومفید اضافہ ونظر ثانی اور کمپوٹر کتابت نیز دیدہ زیب سرورق، خوبصورت ٹائٹل اور عمدہ کاغذ کے ساتھ منظر عام پر آگیا،اور اہل علم وقلم کی تشنگی دور کرنے لگا۔

اس کتاب میں سب سے پہلے محدث کبیر امیر الہند اول مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی رحمۃ اللہ علیہ (وفات:۱۹۹۲ء) کی تقریظ جلیل مع دستخط کے موجود ہے،بعدہ مولانا نجم الدین اصلاحیؒ (مرتب مکتوبات شیخ الاسلامؒ) کی چار صفحات پر مشتمل ایک قیمتی تحریر ہے،اس کے بعد چھ صفحات پر مشتمل مورخ اسلام مولانا عبدالحفیظ عرف قاضی اطہر مبارک پوریؒ (وفات:۱۹۹۶ء) کی اہم تاریخی معلومات پر مشتمل تقدیم ہے،یہ تینوں تقاریظ پہلے ایڈیشن کے ساتھ مطبوعہ تھیں،جو دوسرے ایڈیشن میں بھی شامل کتاب ہیں،جن سے کتاب اور صاحب کتاب کی عظمت واہمیت کھل کر سامنے آتی ہے۔

کتاب کے دوسرے نئے اضافہ شدہ ایڈیشن میں ہمارے علاقہ کے نامور اور بافیض عالم دین مولانا اعجاز احمد اعظمیؒ (وفات:۲۰۱۳ء) کی ایک اہم تحریر بھی موجود ہے،جو "علماء ومشائخ کے تذکرہ کا دینی پہلو" کے عنوان سے لائق مطالعہ مضمون ہے،کتاب کے صفحہ

۳۶ و ۳۷ پر مولانا عثمان صاحب معروفیؒ اور مولانا محمد طاہر اعظمی کی "لوح تاریخ" منقول ہیں، جن سے ان کا قدیم وجدید سن اشاعت برآمد ہوتا ہے اور اس کے بعد مولف کے قلم سے پیش لفظ (طبع اول) ہے، جس کے آغاز میں مرقوم یہ شعر بڑی اہمیت کا حامل ہے:

ہم آج بیٹھے ہیں ترتیب دینے دفتر کو
ورق جب اس کا اڑا لے گئی ہوا اِک ایک

یہ سچ ہے کہ اگر ضلع اعظم گڑھ کے علماء پر مولانا اعظمیؒ کا لکھا یہ تذکرہ نہ ہوتا تو شاید اب تک یہ اہم کام غیر موجود یا ناقص ہی رہتا اور ہم اب تک کسی مورخ کے قلم کا انتظار ہی کرتے رہے ہوتے۔ اللہ مولانا مرحوم کو جزائے خیر دے اور انھیں اپنی رضا ومغفرت سے نواز کر اپنی رحمت وجنت کا خاص حق دار بنائے کہ انھوں نے دیگر دینی وعلمی خدمات کے ساتھ یہ انتہائی مشکل کام بھی اپنی شبانہ روز کوششوں کے ذریعہ انجام دے دیا اور آنے والی نسلوں تک کے لیے ان کی علمی تاریخ لکھ کر محفوظ کر گئے۔

بہر حال ۔۔۔۔۔۔ کتاب کے صفحہ ۴۱ پر پیش لفظ طبع ثانی کے تحت آپ نے تذکرہ نگاری کی اہمیت کے بعد کتاب کی تالیف واشاعت سے متعلق باتیں قلم بند کی ہیں اور دوسرے ایڈیشن میں اضافہ کے ساتھ اس میں علمی وعملی معاونت کرنے والوں اور اپنے محبین کا بھی ذکر کیا ہے۔

کتاب کے صفحہ ۴۵ سے لے کر ۶۹ تک "خطۂ اعظم گڑھ کی مختصر تاریخ" کے عنوان سے ایک انتہائی قیمتی مقالہ بھی نئے اضافہ شدہ ایڈیشن میں موجود ہے، جس کے اندر اعظم گڑھ کی قدیم تاریخ اور یہاں کی قدیم سیاسی ومعاشرتی صورت حال کا جائزہ پیش کیا گیا ہے، اہل ذوق کو اس کا ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔

کتاب ہذا کو علماء اعظم گڑھ کے ناموں کے ساتھ حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا گیا ہے، ان میں پہلا نام حضرت مخدوم ابراہیم بخاری میہ نگریؒ کا ہے، جو عہد اکبری کے

بزرگ تھے، ان کے حالات کتاب ہذا کے صفحہ ۷۰ پر موجود ہیں، دوسرا نام مخدوم شیخ ابراہیم دانش مند محمد آبادیؒ کا ہے، جو راقم السطور کے قریہ ابراہیم پور سے جانب مشرق پانچ کلومیٹر دور واقع قصبہ محمد آباد گوہنہ (حال ضلع مئو) کے مشہور بزرگ تھے اور بنگال کی مہم پر جاتے وقت اکبر بادشاہ ان کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوا تھا۔

کتاب ہذا کے اندر ابتداءً کل ۱۹۷/ اہل علم وفضل کے حالات درج ہیں اور تکملہ میں ۴۸/ علماء کے حالات وخدمات ذکر کیے گئے ہیں، گویا نقش اول اور نقش ثانی دونوں کو ملا کر کل ۲۴۵ علماء اعظم گڑھ کے حالات اس میں موجود ہیں اور ان کے علاوہ ضمناً یعنی تذکرہ کے ذیل میں آئے ہوئے ۸۹ لوگوں کے مختصر حالات بھی حاشیے میں لکھے گئے ہیں، ان کی فہرست بھی شامل کتاب ہے، البتہ "تکملہ" میں رجال حواشی کا ذکر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ جغرافیائی اعتبار سے نومبر ۱۹۸۸ء میں ضلع اعظم گڑھ دو حصوں (ضلع اعظم گڑھ اور ضلع مئو) میں تقسیم ہو کر چھوٹا ہو گیا، پہلے ایڈیشن (۱۹۷۶ء) میں متحدہ اعظم گڑھ کے علماء کے حالات موجود ہیں، جب کہ اضافہ شدہ ایڈیشن (۲۰۱۲ء) یعنی تکملہ میں جن علماء کا تذکرہ کیا گیا، وہ اب صرف موجودہ ضلع اعظم گڑھ کے ہیں اور تقسیم کے بعد موجودہ ضلع مئو کے علماء کا تذکرہ اس میں شامل نہیں ہے، اللہ کا شکر ہے کہ برسوں کے انتظار کے بعد سال رواں ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۲ء میں "تذکرہ علماء مئو ناتھ بھنجن" کی بھی اشاعت ہو چکی ہے، جس میں شہر مئو کے نامور علماء کے حالات لکھے گئے ہیں، یہ کتاب پورے ضلع مئو سطح پر ہنوز تشنہ اور نامکمل ہے، مناسب ہوتا کہ کوئی صاحب عزیمت از سرنو ہمت کرتے اور تذکرۂ علماء اعظم گڑھ کے طرز پر پورے ضلع مئو یعنی شہر اور قرب وجوار کے قصبات وقریات کی مکمل تاریخ اور وہاں کے اہل علم وفضل کے حالات وخدمات لکھ کر موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لیے اپنے اسلاف سے واقفیت کا بہترین ذریعہ بنتے، جزوی اور علاقائی سطح پر قدرے کام ہو چکا ہے، مکمل تذکرۂ علماء مئو کے لیے ان مطبوعہ کتابوں سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے، اللہ آسان فرمائے۔

زیرنظر کتاب تذکرہ علماء اعظم گڑھ کے آغاز میں علماء کرام کے ناموں کی فہرست بھی موجود ہے، نیز آخر میں مصادر و مآخذ کے عنوان سے ساٹھ کتابوں کی فہرست بھی مذکور ہے،جن سے اس کتاب کی ترتیب میں استفادہ کیا گیا ہے۔

راقم السطور حبیب اعظمی کو یہ عظیم الشان تاریخی کتاب ۲/رمضان ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲/جولائی ۲۰۱۲ء اتوار کو مخدوم گرامی قدر حضرت مولانا مفتی محمد راشد صاحب اعظمی دامت برکاتہم (استاذ حدیث وفقہ و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند) کے دست مبارک سے بطور تحفۂ علمیہ اُس وقت حاصل ہوئی، جب احقر مدرسہ (ضیاء العلوم قصبہ ہاتھیہ ضلع متھرا، جہاں یہ حقیر مدرس تھا) کی تعطیل کلاں کے بعد اپنے اکابر اساتذۂ کرام کی زیارت وملاقات کے واسطے دارالعلوم دیوبند وارد ہوا تھا اور یہاں کئی روز قیام پزیر تھا،جس کی "یادداشت" راقم نے اپنی اس کتاب کے پہلے ورق پر بھی لکھ رکھی ہے۔

تذکرۂ علماء اعظم گڑھ میری ان خاص کتابوں میں سے ہے،جن کو احقر اکثر وبیش تر دیکھتا اوران کا مطالعہ کرتا رہتا ہے، اہل علم کے تذکروں پر مشتمل راقم کی مرتب کردہ بعض کتابوں میں اس کتاب سے بہت استفادہ کیا ہے اوراس کے حوالے بھی دیے ہیں اور عموماً اہل علم کے حالات کی تلاش کے لیے اس کے مطالعہ ومراجعت کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔

اس کتاب میں راقم کے نانیہالی خاندان کے بڑے بزرگ عالم مولانا حافظ محمد منیر صاحب ابراہیم پوریؒ (وفات: ۱۹۷۲ء) کا تذکرہ بھی کتاب کے صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۱ پر موجود ہے، گزشتہ ستمبر ۲۰۲۲ء میں شائع شدہ راقم کی کتاب "تذکرۂ محی السنۃ مولانا محمد منیر اعظمی" کی ابتدائی ترتیب کے وقت تذکرۂ علماء اعظم گڑھ میں موجود اِس اہم مقالے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

حبیب اعظمی ۱۴/جمادی الاولی ۱۴۴۴ھ

☆ ☆ ☆